فرمانِ جانِ جاناں
صلی اللہ علیہ وسلم



مَن سَبَّ نَبِیًّا فَاقتُلُوہُ

(الحدیث)

ابوالہادی

مولانا حافظ محمد حسن رضا نقشبندی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍوَّاٰلِہٖ وَسَلَّم

نام رسالہ : مَنْ سَبَّ نَبِیّاً فَاقْتُلُوْہُ

مُرَتِّب : ابوالھادی حافظ محمد حسن رضا نقشبندی

معاون : محمد فیضان رضا حسنی نقشبندی، محمد جنید رضا

ھدیہ : 70 روپے

ضروری وضاحت:۔

اگر اسلامی قوانین کے مطابق گستاخانِ رسول کو سزائیں دی جائیں گی تو کوئی گستاخیٔ رسول کرنے کی ناپاک جسارت ہی نہ کرے گا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍوَّاٰلِہٖ وَسَلَّم

اَلْاِنْتِسَابْ

بانیٔ تحفُّظِ ناموسِ رِسالت سیّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

اور مُجدِّدِ ناموسِ رِسالت علامہ خادم حسین رضوی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ کی

بارگاہ میں نہایت اِنکساری کے ساتھ

الاِھداء

اپنے مُرشِدِ کریم تاجُ الاصفیاء حُضُور قبلہ صوفی محمد اِقبال

نقشبندی مُجدّدی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ کی بارگاہ میں جن کی نگاہِ عنایت نے

احقر کو حَسَن بنا دیا۔

فرمانِ باری تعالیٰ:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَاباً مُّهِیْناً (سورۃ الاحزاب، آیت 57)

ترجمہ:۔

بے شک جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کو تکلیف دیتے ہیں اُن پر دنیا اور آخرت میں اللہ نے لعنت فرما دی ہے اور اللہ نے اُن کے لئے ذِلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اِس آیت میں تکلیف دینے والے لوگوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے محبوب جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ایسی باتیں کہتے ہیں جن سے وہ پاک ہیں۔ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ اِس سے پاک ہے کہ کوئی اسے تکلیف دے سکے یا اُسے کسی سے تکلیف پہنچے۔ جس نے جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف دی اُس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی، جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی مبارک فعل شریف کو ہلکی نگاہ سے دیکھنا یا کسی قسم کا اعتراض کرنا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ خیر کو روکنا تکلیف دینے میں داخل ہے اِس قسم کے لوگ دنیا اور آخرت میں لعنت کے مُستحق ہیں

فرمانِ باری تعالیٰ:۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوْا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَ لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔ (سورۃ البقرہ آیت 103 104)

ترجمہ:۔

"اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے غور کے ساتھ سنو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے"

تفسیر :۔

بعض مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جانِ جاناں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کسی بات کی مزید وضاحت چاہتے تو عرض کرتے رَاعِنَا یا رَسُوْلَ اللہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ یعنی ہماری رعایت فرماتے ہوئے یہ کلام واضح فرمادیں۔ لفظِ رَاعِنَا یہودیوں کی زبان میں بے ادبی کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ انہوں نے بُری نیّت سے یہی کہنا شروع کیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہودیوں سے کہا کہ اگر تم نے آج کے بعد یہ لفظ بولا تو میں تمہارا سر تن سے جدا کردوں گا۔ یہودی بولے کہ مسلمان بھی تو یہ لفظ بولتے ہیں تب یہ آیت نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ایسا لفظ عطا فرمادیا جو صرف مومن کی زبان پر آسکتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جانِ جاناں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ کا ادب رب تعالیٰ خود سکھاتا ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ جانِ جاناں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ہلکا لفظ بولنا کُفر ہے۔اِس لیے فرمایا گیا:

وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ

(تفسیر نورُ العرفان مفتی احمد یار نعیمی تحت آیت 103 104)

غزوۂ بدر میں جانے سے پہلے جانِ جاناں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ فرمایا مہاجر صحابہ نے گزارشات عرض کیں، حضور جانِ جاناں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی منشاء مبارک تھی کہ انصار میں سے بھی کوئی بولے تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم آپ نے جس کام کا اِرادہ کیا ہے اُس کو پورا کیجئے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔اللہ کی قسم! اگر آپ ہمیں حکم فرمائیں تو ہم اپنے گھوڑے دریا میں بھی ڈال دیں گے۔اور ایسا لڑیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھیں ٹھنڈی ہوجائیں گی۔

جسے قلندرِ لاہوری نے یوں تعبیر کیا:

دشت تو دشت دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دُوڑا دیے گھوڑے ہم نے

جانِ جاناں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے اِس بیان سے اتنا خوش ہوئے کہ آپ جی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی داڑھیں مُبارک نظر آنا شروع ہوگئیں۔

اب مالکوں کی نوازشیں دیکھئے کہ جب غزوۂ بنی قریظہ میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو تیر لگا اور زخمی ہوئے تو جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حکم دیا کہ مسجد کے قُرب میں انہیں ٹھہرائیں۔ جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر نماز کے وقت ان کی عیادت فرمایا کرتے۔

وہ حال اگر خود ہی پوچھیں تو بیمار کا عالَم کیا ہوگا

جب وقتِ آخر قریب ہوا تو جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کا سر اپنی گود مبارک میں لے لیا اور اسی حال میں اِن کی روح مبارک پرواز کر گئی۔

جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنازے میں 70 ہزار فرشتے اترے ہیں اور اِن کے وصال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا عرش بھی ہِل گیا ہے۔

(اسدُ الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، امام ابن اثیر الجزری، ج2، ص275، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

بَرَادرَانِ اِسلَام حُضُور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ والا کا معاملہ بہت ہی حساس ہے صِرف آواز اونچی ہو تو ایمان جیسا قیمتی سرمایہ برباد ہو جاتا ہے تو جو ذات کے حوالے سے بات کرے اُسے کیسے رعایت دی جا سکتی ہے۔

اب ہم آپ کی خدمت میں چند ایسے مُستَنَد واقعات ذکر کریں گے جن سے آپ جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ کی حَسَّاسِیَّت بخوبی جان سکیں گے۔

عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْ لُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

مَنْ سَبَّ نَبِیًّا فَاقْتُلُوْہُ

(مُسند الفردوس، رقمُ الحدیث 5688)

ترجمہ:۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: اُن کا کہنا ہے کہ جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

قیامت تک جو کسی بھی نبی کی شان

میں ہلکی بات کرے اُس کا سر تن سے جدا کردو۔

گستاخِ رسول کی ایک ہی سزا بس سر تن سے جدا سر تن سے جدا

ابو جہل (گستاخِ رسول) کا سر تن سے جدا

1) غزوۂ بدر کے موقع پر سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ و سیدنا مُعَوَّذ رضی اللہ عنہ نے اس اُمت کے فرعون "ابو جہل" کو زخمی کر دیا اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔

(سبلُ الھدیٰ والرّشاد امام محمد بن یوسف صالحی شامی، ج 4، ص 51 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اُبَی (گستاخِ رسول) کا سر تن سے جدا

2) غزوۂ اُحد میں جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گستاخ "اُبَی" کی گردن پر ہلکا سا وار کیا جس سے بہت معمولی سی خراش پڑی، مگر اللہ جانے اِس ہلکے سے وار میں کونسی مُعجِزانہ قوت کارفرما تھی۔ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا:

جس کو بارِ دو عالَم کی پروا نہیں
ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

اُبَی چلّانے لگا اور بولا۔

قَتَلَنِی وَاللہِ مُحَمَّدٌ (اللہ کی قسم مجھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مار ڈالا)

اور تڑپتے ہوئے کہنے لگا: اللہ کی قسم! مجھے اِس قدر درد ہے کہ اگر دو قبیلوں پر میرا درد تقسیم کر دیا جائے تو انکا ہر فرد تڑپ تڑپ کر مَر جائے، آخر کار یہ گستاخ تڑپ تڑپ کر دوزخ میں اپنے اصلی ٹھکانے پر پہنچ گیا۔

(سبلُ الھدیٰ والرّشاد امام محمد بن یوسف صالحی شامی، ج 4، ص 208 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

ولید بن مغیرہ (گستاخِ رسول) کا سرتن سے جدا

3) غزوۂ بدر کے موقع پر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے گستاخِ رسول "ولید بن مغیرہ" کا سرتن سے جدا کر دیا۔

(سیرت ابن ہشام، ج2،ص529،مطبوعہ دار الحدیث القاہرہ)

سِباع (گستاخِ رسول) کا سرتن سے جدا

4) غزوہ بدر میں ہی حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے ایک اور گستاخِ رسول "سِباع" کا سرتن سے جدا کر دیا۔(صحیح بخاری امام محمد بن اسماعیل متوفّٰی256ھ حدیث 4072،ص689،مطبوعہ دار السلام)

ابولہب اور اُس کے خاندان کا عبرت ناک اَنجام

5) غزوۂ بدر کے چند دن بعد جانِ جاناں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بدترین دشمن "ابولہب" واصلِ جہنم ہوا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد امام محمد بن یوسف صالحی شامی، متوفّٰی 942ھ،ج4،ص67مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

6) ابولہب کی بیوی بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخیاں کیا کرتی تھی۔

ایک دن بوجھ اُٹھا کر لا رہی تھی کہ تھک کر بیٹھ گئی ایک فرشتے نے اللہ کے حکم سے اس کے پیچھے سے گٹھے کو کھینچا تو اُسی کی رسی سے اُس کو پھانسی لگ گئی اور وہ واصلِ جہنم ہو گئی۔

(تفسیر خازن امام خازن متوفّٰی741ھ سورۃ لھب تحت آیت 5،ج4،ص495،مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

7) ابولہب کا بیٹا "عتیبہ" بھی دشمن رسول تھا۔ جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کے لئے دعائے جلال (اَللّٰھُمَّ سَلِّطْ عَلَیْہِ کَلْباً مِنْ کِلَابِکَ) فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے اُس پر ایک شیر مقرر فرمایا جس نے اسے چیر پھاڑ کر رکھ دیا اور اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔

(دلائل النبوہ امام ابی نُعیم اصبہانی مُتوفّٰی 430ھ، ص 271، مطبوعہ المکتبہ العصریہ بیروت)

اُمیّہ (گستاخِ رسول) کا سر تن سے جدا

8) غزوۂ بدر میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدترین دشمن اُمیّہ کا سر تن سے جدا ہوا۔

(سبلُ الھدیٰ والرشاد امام محمد بن یوسف صالحی شامی، ج 4، ص 47 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

عُقبہ (گستاخِ رسول) کا سر تن سے جدا

9) غزوہ بدر سے واپسی پر ہی سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے گستاخِ رسول "عقبہ" کا سر تن سے جدا کر دیا۔

(سیرت ابن ہشام، ج 2، ص 527، مطبوعہ دار الحدیث القاہرہ)

عصماء یہودیہ (گستاخِ رسول) کا سرتن سے جدا

10) حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ عصماء یہودیہ جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گستاخی کیا کرتی تھی یہ خبر حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو آپ نے نذر مانی کہ اگر جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بدر سے خیریت سے واپس تشریف لے آئیں تو میں ضرور اس کا سرتن سے جدا کروں گا۔ جب جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بدر سے واپس تشریف لائے تو حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ رات کے وقت اُس کے گھر میں داخل ہوئے تو وہاں اُس کے پاس بچے سوئے تھے، ایک بچہ دودھ پی رہا تھا روایت میں کہیں ذکر نہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کسی کی مدد سے وہاں گئے پھر کیسے گئے؟ اسکا جواب قلندر لاہوری علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے دیا:

جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اَسرارِ شہنشاہی

آپ رضی اللہ عنہ نے اُسے ہاتھ سے پیچھے کیا، اور تلوار مار کر اُس کے دو ٹکڑے کر دیے، صبح کی نماز جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ادا کی،

جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب سلام پھیرا اور عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور فرمایا: اے عمیر تم نے اس کا سرتن سے جدا کر دیا؟

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کڑوروں درود

عرض کی جی ہاں، یہ کہہ کر آپ رضی اللہ عنہ ڈر رہے تھے پھر آپ رضی اللہ عنہ نے ڈرتے ہوئے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ پر کچھ لازم تو نہیں؟ یعنی میں نے ماورائے عدالت قتل کیا۔ کیا اب مجھے اسکے بدلے قتل کیا جائے گا؟

جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس میں تو کوئی دوسری رائے ہی نہیں۔ یعنی جو گستاخِ رسول کا سرتن سے جدا کرے اُس سے قِصاص نہیں لیا جاتا بلکہ اُس کو تو اِنعام خاص سے نوازا جاتا ہے۔ یہ ریاستِ مدینہ تھی۔ اور ہماری ریاستِ مدینہ میں عَقِیدۂ ختمِ نُبوت پہ پہرہ دینے والوں کو کبھی جیل میں بند کیا جاتا ہے تو کبھی مسجد میں جمعہ نہیں ہونے دیا جاتا کبھی چادر اور چاردیواری کے تقدُّس کو پامال کیا جاتا ہے۔ لیکن اِس کے باوجود اہلِ مَحبت اپنی ذمہ داری نبھا کر ہی دم لیتے ہیں، ظالم اپنا کام کر رہے ہیں اور خادم اپنا

کام کررہے ہیں، اور جب تک دَم میں دَم ہے اُن کی حرمت پر اپنا سب کچھ فدا کرتے رہیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا:

اگر تم ایسا شخص دیکھنا چاہو جس نے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی غائبانہ خدمت کی ہے تو وہ عمیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ لے،

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے اس نابینا کو دیکھو جس نے رات کے وقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا خوب حق ادا کردیا، جانِ جاناں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِن کو نابینا نہ کہو یہی تو آنکھ والے ہیں۔

(کتاب المغازی للواقدی ص۱۵۱ مطبوعہ عالم الکتب بیروت لبنان)

اس سے معلوم ہوا کہ آنکھ آنکھ کب بنتی ہے لب لب کب بنتے ہیں سر سر کب بنتا ہے اور دل دل کب بنتا ہے؟ اس کا جواب مُحدِّث بریلوی علیہ الرحمۃ یوں دیتے ہیں۔

وہی آنکھ اُن کا جو مُنہ تکے وہی لب کہ مَحو ہوں نعت کے
وہی سر جو اُن کے لئے جھکے وہی دل جو اُن پہ نثار ہے

کعب بن اشرف یہودی کا سرتن سے جدا

11) حضرت عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سُنا ہے۔

جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کہ کون ہے جو کعب بن اشرف کا سرتن سے جدا کرے؟ کیونکہ اِس نے اللہ تعالیٰ اور اُس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دی ہے، اِس پر محمد بن مَسْلَمَہ رضی اللہ عنہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کرنے لگے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اُس کا سرتن سے جدا کر دوں؟ تو جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ ہاں۔ پتا چلا کہ جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجودیکہ رحمۃ للعالمین ہیں لیکن چاہتے ہیں کہ ان کے گستاخ کا سرتن سے جدا کر دیا جائے۔

چنانچہ محمد بن مَسْلَمَہ رضی اللہ عنہ رات کے وقت اُس کے پاس آئے جب وہ اپنی بیوی کے پاس تھا، اُس کی بیوی بولی میں اس وقت ایسی آواز سن رہی ہوں گویا کہ اس سے خون ٹپک رہا ہے۔ اِس سے معلوم ہوا جب گستاخِ رسول سے بات ہو تو لہجہ کیسا ہونا چاہیے یہ ہمیں صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیوں پہلے بتا دیا۔

کیونکہ اپنے دشمن کو معاف کرنا بہادری جبکہ دشمنِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نرم بات کرنا بے غیرتی ہے، اور مومن ہمیشہ غیرت مند ہوتا ہے۔ چنانچہ کعب کپڑا اوڑھے ہوئے ان کے پاس آیا اس حال میں کہ اس سے خوشبو مہک رہی تھی، محمد بن مَسْلَمَہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

کیا میں تمھارا سر سونگھ سکتا ہوں؟ کعب نے کہا کہ سونگھ لو، محمد بن مَسْلَمَہ رضی اللہ عنہ نے اس کو سونگھا اور اپنے ساتھیوں کو بھی اس کی دعوت دی۔

جب محمد بن مَسْلَمَہ رضی اللہ عنہ نے اسکو پوری طرح قابو کر لیا تو اپنے ساتھیوں کو کہا کہ قریب آجاؤ اور اسکا سر تن سے جدا کر دو، تو انہوں نے گستاخِ رسول کا سر تن سے جدا کر دیا۔

(صحیح بخاری امام محمد بن اسماعیل بخاری مُتوفّٰی 256ھ، حدیث 4037، ص 672، مطبوعہ دار السلام)

اِبنِ خطل (گستاخِ رسول) کا سر تن سے جدا

12) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب اہلِ مکہ کو امن دے دیا مگر گستاخانِ رسول کو معافی نہ دی گئی، اِن میں سے ایک ابن خطل بھی تھا۔

اِس کے بارے میں فرمایا: اُقْتُلُوْہُ

کہ اس کا سرتن سے جدا کردو۔ اگرچہ کعبے کے پردوں میں بھی چھپا ہوا ہو۔

(صحیح بخاری، امام محمد بن اسماعیل متوفّٰی 256ھ، رقم الحدیث 1846 ص 298 مطبوعہ دارالسلام)

توحضرت ابو بَرزہ رضی اللہ عنہ ابنِ خطل کے پاس پہنچے ابن خطل کعبے کے پردوں میں چھپا ہوا تھا، تو انہوں نے اُس کا سرتن سے جدا کردیا۔

قابلِ غور بات:۔

صحنِ حَرم میں جُو مارنے کی اِجازت نہیں لیکن اُس گستاخ کا سر صحنِ حرم میں تن سے جدا کرکے یہ پیغام دیا، کہ گستاخ کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں، جہاں ملے اُدھر ہی کام تمام کردیا جائے۔ کیونکہ

گستاخِ رسول کی ایک ہی سزا

بس سرتن سے جدا سرتن سے جدا

خالد بن نُبیح (گستاخِ رسول) کا سرتن سے جدا

13) ایک روز جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو طلب فرما کر اِرشاد فرمایا:

مجھے خبر ملی ہے کہ خالد بن نُبیح میرے خلاف جنگ کے لئے لوگوں کو جمع کر رہا ہے لہٰذا تم جا کر اسے ٹھکانے لگا دو، پتا چلا کہ جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی یہ چاہتے ہیں کہ ان کے دشمن کا سرتن سے جدا کر دیا جائے۔

عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِس اِرشاد کے بعد وہ اپنی تلوار لے کر دیوانہ وار روانہ ہو گئے اور پھر وہ اس گستاخ کے پاس جا پہنچے اور اُس گستاخِ رسول کا سرتن سے جدا کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ جب مدینے واپس جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو

جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا:

تمہارا چہرا بتا رہا ہے کہ تم کامیاب ہو کر آئے ہو۔

سبحان اللہ! جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے غلام کو اپنے دشمن کا سرتن سے جدا کرنے پر کامیابی کی سند عطا فرما رہے ہیں اور غلام کی کامیابی سے پہلے ہی واقف ہیں۔

بندہ نہ مٹ جائے آقا پر وہ بندہ کیا ہے

بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: جی ہاں میں نے اُس کا سرتن سے جدا کر دیا۔

پھر جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں عصاء مبارک عطا فرمایا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی میرے لئے اسکا استعمال کیا ہوگا؟

تو جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یہ تمہاری حفاظت کرے گا اور میدانِ محشر میں میرے اور تمہارے درمیان علامت ہوگا۔

وہ عصاء مبارک تلوار کی طرح حضرت عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ عنہ کا خاص رفیق بنا رہا اور اِن کی وصیت کے مطابق تدفین کے وقت ان کی قبر میں رکھ دیا گیا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے قبر میں بھی اِس مبارک عصاء کو اپنے سے جدا نہ کیا۔

اِس سے معلوم ہوا کہ جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبرکات کو قبر میں رکھنا صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا طرزِ عمل ہے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد امام محمد بن یوسف صالحی شامی مُتوفّٰی942، ج6، ص37 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

پوچھیں گے اہلِ محشر کہ سرکار کہاں ہیں
سرکار کہیں گے کہ گنہگار کہاں ہیں
کوثر بھی کہے گا ذرا ڈھونڈ کے لاؤ انہیں
وہ ناموسِ رسالت کے پہرے دار کہاں ہیں

● جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ظاہری پردہ فرما جانے کے بعد بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ عمل جاری رکھا اور گستاخانِ رسول کا سرتن سے جدا کیا۔

مُسَیلمہ کذّاب کا سرتن سے جدا

1) خلیفہءِ اوّل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے منصبِ خلافت پر فائز ہوتے ہی تمام مخالفتوں کے باوجود منکرِ ختمِ نبوت مُسَیلمہ کذّاب کی خبر لینے کے لیے لشکر کو روانہ فرمایا۔ پھر حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے اُس کذّاب کا سرتن سے جدا کر دیا۔

(البدایہ والنہایہ حافظ ابن کثیر دمشقی مُتوفّٰی 774ھ.ج5.ص23.مطبوعہ دار الفکر بیروت)

بِشر منافق کا سرتن سے جدا

2) سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے "بِشر" نامی منافق کا یہودی سے جھگڑا ہونے پر، جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فیصلہ کو نہ ماننے والے کا خود سرتن سے جدا کیا۔

بِشر نامی منافق کا واقعہ

امام حکیم ترمذی نے نوادرُ الاصول میں حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک منافق اور ایک مومن کے درمیان کوئی جھگڑا تھا۔ وہ جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو فیصلہ فرمایا وہ یہودی کے حق میں تھا۔ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے سارا واقعہ بیان کیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم دونوں یہاں ٹھہرو میں ابھی آیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ تلوار تھامے واپس تشریف لائے اور منافق کا سر تن سے جدا کر دیا۔ اور فرمایا: جو آدمی جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے سے راضی نہ ہو میں اُس کا فیصلہ اسی طرح کرتا ہوں۔ جب یہ مقدمہ جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پیش ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس منافق کا خون رائیگاں قرار دیا۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے۔ کہ عمر کسی کا ناحق خون نہیں کر سکتے۔

(تفسیر دُرِّ منثور للسیوطی، سورۃ النساء تحت آیت نمبر 65)(تفسیر البغوی، امام الفراء البغوی، متوفی 516ھ، سورۃ النساء تحت آیت 60، ج 1، ص 355، مطبوعہ دار الکتب علمیہ بیروت)

عمر رضی اللہ عنہ نے تن سے جدا کر دیا سر اُس کا
وہ اپنا ہے کہ پرایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے ہیں

مالک بن نویرہ (گستاخِ رسول) کا سرتن سے جدا

سَیِّدُنَا خَالِدُ سَیْفٌ مِنْ سُیُوفِ اللّٰہِ رضی اللہ عنہ نے مالک بن نویرہ کو بلایا اور کہا:

کیا تم کو معلوم نہیں کہ نماز اور زکوۃ کا حکم ایک ہی ہے؟

مالک بن نویرہ نے کہا: بے شک تمہارا نبی یہی کہتا تھا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارا نبی، تمہارا نبی نہیں ہے؟

آپ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا: اے ضرار! اِس کا سرتن سے جدا کردو۔

کیونکہ یہ منکرِ رسالت اور مُنکرِ نبُوت ہے۔ تو اُس کا سرتن سے جدا کردیا گیا۔

جب یہ مقدمہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: کہ

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو معزول کردیں کیونکہ اُنہوں نے تلوار چلانے میں جلدی کی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَا اَشِیْمُ سَیْفًا سَلَّہُ اللّٰہُ عَلَی الْکُفَّارِ

ترجمہ:۔ میں اس تلوار کو میان میں نہیں ڈال سکتا جسے اللہ تعالٰی نے کافروں پر لہرایا ہے۔

(البدایہ والنہایہ حافظ ابن کثیر دمشق، متوفی 774ھ، ج5، ص21، مطبوعہ دارلفکر بیروت)

بقول علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

قبضے میں یہ تلوار بھی آجائے تو مومن
یا خالد جانباز ہے یا حیدرِ کرار

شانِ رِسالت ﷺ میں ہلکی بات کرنے والے کا سرتن سے جدا

4) ایک شخص جانِ جاناں ﷺ کہ شانِ اقدس میں ہلکی باتیں کرتا تھا تو اِس پر قاضی یحییٰ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ فقہاء نے اسے عدالت میں طلب کیا اور اسے قتل کرنے اور سولی دینے کا حکم دیا چنانچہ اس کے پیٹ میں چھری ماری گئی اور اُلٹا کر کے سولی دی گئی۔

جب اِس کی سولی کا تختہ اُٹھایا گیا، تو تختے نے چکر کاٹا اور اسے قبلے سے پھیر دیا تو یہ تمام لوگوں کے لئے عبرتناک نشانی تھی اور لوگوں نے تکبیر بلند کی پھر ایک کتا آیا اور اُس نے گستاخ کے خون کو چاٹا۔ اس پر یحییٰ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: کہ جانِ جاناں ﷺ نے سچ فرمایا:

لَا یَلَغُ الْکَلْبُ فِیْ دمِ مُسْلِمٍ

کہ کتا کسی مسلمان کا خون نہیں پیتا۔

(الشفاء للقاضی عیاض، ج2، ص195، مطبوعہ دار ابن حزم بیروت)

چادر مبارک کی توہین کرنے پر سر تن سے جدا

5) وَرَوَى ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَالِكٍ مَنْ قَالَ اِنَّ رِدَاءَ النَّبِيِّ ﷺ، وَيُرْوَى زِرَّ النَّبِيِّ ﷺ، وَسِخٌ اَرَادَ بِهٖ عَيْبَهٗ قُتِلَ،

ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جو یہ کہے کہ جانِ جاناں ﷺ کی چادر مبارک میلی ہے اور اس سے اس کی مراد عیب نکالنا ہو تو اس کا سر تن سے جدا کر دیا جائے۔

(الشفاء۔ للقاضی عیاض۔ ج 2۔ ص194۔ مطبوعہ دار ابن حزم بیروت)

اُسے تو یوں کہنا چاہیے کہ مٹی نے چادرِ رحمت میں پناہ لی ہوئی ہے۔

حضرات غور فرمائیں کہ جو مبارک چادر حضور جانِ جاناں ﷺ کے بدن اَطہر و اَقدس سے مَس ہوئی ہو اگر کوئی اس کی توہین کرے تو علماء نے اس کا فتویٰ سر تن سے جدا کا دیا ہے تو اگر کوئی جانِ جاناں ﷺ کی مبارک ذات کے بارے میں زبان دراز کرے اِسکی سزا کیا ہوگی۔

یتیم کہنے پر سرتن سے جدا

6) ابن حاتم طلیطلی جو کہ مناظر تھا اِس نے دورانِ مناظرہ جانِ جاناں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو یتیم کہہ کر خطاب کیا تو فقہائے اُندلس نے اُس کے سرکوتن سے جدا کرنے کا فتویٰ دیا۔

(الشفاء للقاضی عیاض ،ج2،ص195، مطبوعہ دار ابن حزم بیروت)

ذرا سوچئے کہ ناموسِ رسالت کا مسئلہ کتنا حساس ہے کہ اس نے جانِ جاناں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے لاتعداد مبارک اَلقاب چھوڑ کر یتیم کہا۔اُس کو تو یوں کہنا چاہیے تھا۔

دُرُّ اللّٰهِ المَکْنُون، سِرُّ اللّٰهِ المَخْزُوْن، نُورُ الاَفْئِدَةِ وَالعُیُوْنِ، عالَمِ ما کَانَ وَمَا یَکُوْن، سیِّد المُرْسَلِیْن ، شَفِیْعُ المُذْنِبِیْن ، اَنیسُ الغَرِیْبِیْن، اِمامُ القِبْلَتَیْن، جَدُّ الحَسَنَیْن صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم

ابنِ سبینہ (گستاخِ رسول) کا سرتن سے جدا

7) جانِ جاناں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ابن سبینہ یہودی کا سرتن سے جدا کرنے کا حکم دیا تو جناب مُحَیِّصہ رضی اللہ عنہ نے اُس گستاخِ رسول پر حملہ کر کے اُس کا سرتن سے جدا کر دیا۔جناب مُحَیِّصہ رضی اللہ عنہ حُوَیِّصہ بن مسعود کے بھائی تھے

اور بھائی سے عمر میں چھوٹے تھے حُوَیِّصہ بن مسعود ابھی اسلام نہ لائے تھے

چنانچہ حُوَیِّصہ بن مسعود کو اپنے بھائی کے اس فعل کا پتا چلا تو کہنے لگے:

تُو نے اُس شخص کو قتل کیا ہے جس کے ہم پر بہت زیادہ احسانات ہیں۔؟

اس پر جناب مُحَیِّصہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

وَاللّٰہِ لَقَدْ اَمَرَنِیْ بِقَتْلِہٖ مَنْ لَوْ اَمَرَنِیْ بِقَتْلِكَ لَضَرَبْتُ عُنُقَكَ

اللہ کی قسم جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اُس گستاخ کا سرتن سے جدا کرنے کا حکم دیا تھا اگر جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے تیرا سرتن سے جدا کرنے کا حکم دیتے تو میں ضرور تیرا سرتن سے جدا کر دیتا۔ حُوَیِّصہ بن مسعود اپنے بھائی کی جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ والہانہ محبت دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ

(اُسدُ الغابہ فی معرفۃ الصحابہ امام ابن اثیر الجزری ج 4، ص 232، مطبوعہ دار الکتاب العربی)

عشق اپنے فیصلے کرنے میں خود بڑا دلیر ہے۔ جناب مُحَیِّصہ رضی اللہ عنہ نے اِس یہودی گستاخ کا سرتن سے جدا کر دیا، جس کے اُن پر احسانات تھے اور پھر جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِشارہ فرما دیتے تو وہ اپنے بھائی کا سر بھی تن سے جدا کرنے سے بھی گریز نہ کرتے۔

کیونکہ جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَ وَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْن.

(صحیح بخاری امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفّٰی 256 ھ ، حدیث 15 مطبوعہ دار السلام)

ترجمہ:۔ تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اُس کے والِد اور اُس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے متاعِ عالَمِ اِیجاد سے پیارا

پدر، مادر، برادر، مال، جان، اولاد سے پیارا

انسان کے اعمال کس صورت میں ضائع ہوتے ہیں

اہلِ سنت و جماعت اَشَاعِرہ ماتُرِیدیہ کے عُلَماء کا فیصلہ ہے کہ گناہِ کبیرہ کرنے والا شخص کافر نہیں ہوتا اور نہ ہی اُس کے نیک اعمال ضائع ہوتے ہیں۔

اعمال صِرف اُس وقت ضائع ہوتے ہیں جب بندہ کافر ہوجائے۔ آپ اِس حقیقت کو قرآنِ مجید کی ایک آیتِ مُقدّسہ کی روشنی میں غور سے سمجھیں۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:۔

یٰاَیُّھَاالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡا اَصۡوَاتَکُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِیِّ وَ لَاتَجۡھَرُوۡا لَہٗ بِالۡقَوۡلِ کَجَھۡرِ بَعۡضِکُمۡ لِبَعۡضٍ اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُکُمۡ وَ اَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ (سورۃ الحجرات، آیت نمبر 2)

ترجمہ:۔

اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اُونچی نہ کرو اور اُن کے حضور زیادہ بلند آواز سے کوئی بات نہ کہو جیسے ایک دوسرے کے سامنے بلند آواز سے بات کرتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

معلوم ہوا کہ صرف جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کے ساتھ برابری کرنے سے سارے اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔

اور یہ خطاب اُن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کیا جا رہا ہے جن کو بے ادبی کرنی آتی ہی نہیں اصل میں اُن کے ذریعے بعد میں آنے والوں کو خبردار کیا جا رہا ہے۔ جو رب عزَّ وجلّ آواز میں برابری برداشت نہیں کرتا وہ ذات میں برابری برداشت کیسے کر سکتا ہے؟

بقول خواجہ غلام فخر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

باب جبریل کے پہلو میں ذرا دھیرے سے
فخر کہتے ہوئے جبریل کو یوں پایا گیا
اپنی پلکوں سے در یار پر دستک دینا
اُونچی آواز ہوئی عمر بھر کا سرمایہ گیا

اُمتِ مسلمہ عمل میں تو کمزور ہوسکتی ہے لیکن محبتِ رسول میں کمزور نہیں ہوسکتی۔
کیونکہ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسا جذبہ ہے جو بندے کے دل سے موت کا خوف ختم کر دیتا ہے اسی لئے عالمِ کفر کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمانوں کے دلوں سے جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کو کم کیا جائے اور اِن پر بزدل حکمران مُسلّط کئے جائیں۔

اِس کو علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان کیا:
وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
رُوحِ مُحمد اس کے بدن سے نکال دو

مسئلہ ناموسِ رسالت کی حسّاسیّت!

غزوۂ خیبر میں جب جانِ جاناں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو زہر آلود بکری کا گوشت پیش کیا گیا تو اُس میں سے ایک لقمہ حضرت بشر بن برّاء رضی اللہ عنہ نے بھی لیا تو جانِ جاناں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے بکری کا یہ گوشت بتارہا ہے کہ میرے اندر زہر ملایا گیا ہے، اے بشر لقمہ واپس نکال دیں لیکن حضرت بشر رضی اللہ عنہ یہ لقمہ نگل گئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے اپنی جان سے زیادہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نفیس طبیعت مبارک کا خیال ہے کہ اگر آپ کے سامنے لقمہ اُگلتا تو آپ جی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت مبارک کراہت محسوس کرتی۔

(سبل الھدیٰ والرشاد امام محمد بن یوسف صالحی شامی، ج5، ص134 مطبوعہ دار الکتب العمیہ بیروت)

قابلِ غور بات ہے کہ جو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جانِ جاناں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت مبارک کا اتنا خیال رکھتے تھے کہ جانیں تک قربان کردیں۔ وہ جانِ جاناں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک کے معاملے میں کس حد تک جانے کے لئے تیار ہونگے۔

مُجَدِّدِ ناموسِ رسالت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ یَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَهَا دِیْنَهَا

ترجمہ:۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بے شک اللہ عزّ وجلّ اس اُمّت کے لئے ہر سو برس پر ایک مجدّد بھیجتا رہے گا، جو ان کے دِین کو ہر باطل کی آمیزش سے جدا کر دے گا۔

(سنن ابی داؤد حدیث 4291، ص847، مطبوعہ دار السلام)

جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری وِصال کے بعد جوں جوں وقت گزرتا گیا اُمّت کے احوال بدل گئے اُمّت کو پھر سے عروج عطا کرنے کے لئے اللہ عزّ وجلّ نے تین طرح کے طبقات کا اِنتخاب کیا۔

1) مُصْلِح 2) مُجْتَہِدْ 3) مُجَدِّد

احوالِ اُمّت کو سنوارنے کے لئے پہلے دو طبقوں کو ذِمہ داری سونپی اور اُمّت کا زوال ختم کرنے کے لئے مُجدّدِ دِین کا طبقہ بنایا ہر طبقے کا کام بھی جدا اور کام

کا رنگ بھی جدا، ہر دور کا مجدِّد اپنے دور کے فتنے کا مقابلہ کرتا ہے۔

جیسے عقیدۂ توحید پر جب حملہ ہوا تو مُجدّدِ الف ثانی شیخ احمد سرھندی علیہ الرحمۃ مُنتخَب ہوئے۔شانِ رِسالت پر جب چاروں طرف سے حملے شروع ہوئے تو امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ نے قلم سے جہاد کیا۔فتنۂ قادیانیت و مرزائیت کے خاتمے کے لئے مُحدّثِ گولڑوی چُنے جاتے ہیں۔

سیاسی اور فکری زوال کے خاتمے کے لئے علامہ اقبال علیہ الرحمۃ میدانِ عمل میں آتے ہیں اور جب پورا عالَمِ کُفر اسلام کے خِلاف جمع ہو جائے اور گستاخیٔ رِسالت کے نئے نئے طریقے اِیجاد کرے تو عالمِ کفر کی کمر توڑنے اور اُنکے پتّے پانی کرنے کے لئے اللہ عزّوجلّ اور اُس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے جس اِمام برحق کا اِنتخاب ہوتا ہے

وہ امیر المجاہدین علامہ حافظ خادم حسین رضوی نوّر اللہ مرقدہٗ ہیں۔

جن کے عِلم میں اَسلاَف کی جھلک اور انداز میں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا رنگ بڑا واضح نظر آتا ہے۔یقیناً آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی ناموسِ رِسالت کے مُجدّد ہیں۔

جنہوں نے صدیوں کا کام لمحوں میں کر کے دکھایا اپنے مقصد کے آغاز میں

اُنہیں جانا اُنہیں مانا کہا کرتے تھے۔ لیکن جب وہ رُخِ انور آپکی نگاہوں میں جلوہ فرما ہو گیا اور اُس رُخِ انور کے علاوہ کوئی دوسرا چہرہ آپکو نظر آنا بند ہو گیا تو وِرد بدل گیا اور پھر مَست و بےخودی کی کیفیت میں یوں کہتے۔

اِنہیں جانا اِنہیں مانا او بس اِنہیں جانا اِنہیں مانا او بس اِنہیں جانا اِنہیں مانا

یہی کہتے کہتے جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ ناز میں پہنچ گئے اللہ تعالیٰ کی آپ پر رحمت ہو اور آپ کے طفیل ہماری بخشش ہو ہی جائے گی۔ ان شاء اللہ عزوجل

آپ کی حقیقی فکر پر چلنے والے منزلِ مقصود پر پہنچیں گے، اللہ تعالیٰ آپ کے صاحبزادگان مولانا حافظ محمد سعد رضوی اور مولانا محمد انس رضوی صاحب کو سلامت باسعادت رکھے اور اپنے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ کے مقصد پر ثابت قدمی عطا فرمائے۔ آمین